خلافت لائبریری ربوہ

احمدی احباب کی تعلیم و تربیت کے لئے

ہفتہ
17- جون 1995ء

روزنامہ الفضل ربوہ
رجسٹرڈ نمبر ایل 1254
فون: ۴۴۹
ایڈیٹر: نسیم سیفی

جلد 45-80 نمبر 133 | ہفتہ - 18 محرم - 1416ھ' 17 احسان 1374ہش' 17 جون 1995ء

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

ریاکاری ایک بہت بڑا گند ہے جو انسان کو ہلاک کر دیتا۔ میں سمجھتا ہوں کہ ریاکار انسان فرعون سے بھی بڑھ کر شقی اور بدبخت ہوتا ہے۔ وہ خدا تعالیٰ کی عظمت اور جبروت کو نہیں چاہتے بلکہ اپنی عزت اور عظمت منوانا چاہتے ہیں۔ لیکن جن کو خدا پسند کرتا ہے وہ طبعاً" اس سے متنفر ہوتے ہیں۔ ان کی ہمت اور کوشش اسی ایک امر میں صرف ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عظمت اور اس کا جلال ظاہر ہو اور دنیا اس سے واقف ہو۔ وہ ایسی حالت میں ہوتے ہیں اور پسند کرتے ہیں کہ دنیا ان کو نہ پہچان سکے۔ مگر ممکن نہیں ہوتا کہ دنیا ان کو چھوڑ سکے کیونکہ وہ دنیا کے فائدہ کے لئے آتے ہیں۔ ان لوگوں کے جو دشمن اور مخالف ہوتے ہیں ان سے بھی ایک فائدہ پہنچتا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کے نشانات ان کے سبب سے ظاہر ہوتے ہیں۔ اور حقائق و معارف کھلتے ہیں۔ ان کی چھیڑ چھاڑ سے عجیب عجیب انوار ظاہر ہوتے ہیں۔

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ ۸)

محترم چوہدری مشتاق احمد صاحب باجوہ وفات پا گئے

احباب جماعت کو افسوس سے اطلاع دی جاتی ہے کہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے پرانے مخلص اور فدائی خادم دین محترم چوہدری مشتاق احمد صاحب باجوہ مورخہ 14- جون 1995ء کو سوئٹزرلینڈ میں وفات پا گئے۔

محترم چوہدری مشتاق احمد صاحب باجوہ 30- دسمبر 1911ء کو پیدا ہوئے۔ اس لحاظ سے ان کی عمر 84 سال تھی۔

محترم چوہدری مشتاق احمد صاحب باجوہ نے زندگی وقف کر کے خدمت دین کا آغاز کیا تو ان کی پہلی تقرری 12- ستمبر 1938ء کو تحریک جدید میں کی گئی۔ اس کے بعد آپ کو بیت الفضل لندن کے امام کے طور پر عرصہ 5 سال (19-9-1945 تا 16-8-1950) خدمات بجالانے کا موقع ملا۔ واپسی پر آپ کو مرکز سلسلہ ربوہ میں 18-8-1950 سے 28-5-1953 تک وکیل اعلیٰ اور وکیل التبشیر کے طور پر خدمات انجام دینے کی سعادت نصیب ہوئی۔ بعد ازاں آپ وکیل الزراعت کے عہدہ پر مئی 1953ء تا مئی 1961ء تک فائز رہے۔ وکیل التعلیم کے طور پر آپ نے جولائی 1961ء سے فروری 1962ء تک خدمات انجام دیں۔ اس کے بعد آپ کو پھر بیرون ملک بھیجا گیا جہاں آپ نے سوئٹزرلینڈ میں بطور مربی انچارج 22-2-1962 سے لیکر جولائی 1977ء تک خدمات دین سرانجام دیں۔ ریٹائرمنٹ کے بعد آپ سوئٹزرلینڈ ہی میں مقیم رہے اور یہیں آپ کی وفات ہوئی۔

احباب کرام کی خدمت میں درخواست ہے کہ اس مخلص اور فدائی خادم دین کی بلندی درجات کے لئے دعا کریں۔

ولادت

○ اللہ تعالیٰ نے عزیز مکرم حافظ انیس الرحمان صاحب کو ۶- جون ۹۵ء کو جرمنی میں پہلا بیٹا عطا فرمایا ہے نومولود مکرم احمد علی صاحب سابق ٹیچر تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ کا پوتا اور چوہدری بشیر احمد صاحب لنگاہ آف ادرحماں کا نواسہ ہے۔ بچے کا نام "عادل رحمٰن" تجویز ہوا ہے۔ احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ نومولود کو بابرکت دراز عمر عطا فرمائے اور والدین کے لئے قرۃ العین بنائے۔ آمین۔

سانحہ ارتحال

○ محترمہ سکینہ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم لطیف احمد صاحب جنجوعہ آف ہائیڈل برگ جرمنی مورخہ ۱۴- مئی ۹۵ء کو اپنے خالق حقیقی سے جا ملیں موصوفہ کی میت جرمنی سے ربوہ ۲۰- مئی ۹۵ء کو پہنچی اور ۲۰ مئی کو ہی بعد عصر محترم صوبیدار صلاح الدین صاحب نے بیت مہدی گولبازار ربوہ میں ان کا جنازہ پڑھایا۔ تدفین عام قبرستان میں ہوئی قبر تیار ہونے پر محترم حنیف احمد صاحب محمود مربی سلسلہ دارالذکر لاہور نے دعا کروائی۔

احباب سے ان کی بلندی درجات کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

یہ تصور بالکل باطل ہے کہ انسان بداخلاق ہو اور باخدا ہو

(حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع)

مذہبی قومیں بغیر اخلاقی تعمیر کے تعمیر نہیں ہو سکتیں اور یہ تصور بالکل باطل ہے کہ انسان بداخلاق ہو اور باخدا ہو۔۔ اس لئے مذہبی قوموں کی تعمیر میں سب سے اہم بات ان کے اخلاق کی تعمیر ہے اور یہ تعمیر جتنی جلدی شروع ہو اتنا ہی بہتر اور اتنا ہی آسان ہوتی ہے۔ پس اس پہلو سے لجنہ اماء اللہ نے سب سے ابتدائی اور بنیادی کام کرنے ہیں اور یہی ابتدائی اور بنیادی کام عمر کے دوسرے حصوں میں خدام کے سپرد بھی ہوں گے اور انصار کے بھی سپرد ہوں گے لیکن بنیادی طور پر ایک ہی چیزیں ہیں جو عمر کے مختلف حصوں میں مختلف مجالس کو خصوصیت سے سرانجام دینی ہیں۔

سب سے پہلی بات سچ کی عادت ہے۔ آج دنیا میں جتنی بدی پھیلی ہوئی ہے۔ اس میں خرابی کا سب سے بڑا عنصر جھوٹ ہے۔ وہ قومیں جو ترقی یافتہ ہیں' جو بظاہر اعلیٰ اخلاق والی کہلاتی ہیں' وہ بھی اپنی ضرورت کے مطابق جھوٹ بولتی ہیں۔ اپنوں سے نہیں بولتیں تو غیروں سے جھوٹ بولتی ہیں۔ ان کے فلسفے جھوٹ پر مبنی ہیں۔ ان کا نظام حیات جھوٹ پر مبنی ہے' ان کی اقتصادیات جھوٹ پر مبنی ہے۔ غرضیکہ اگر آپ باریک نظر سے دیکھیں تو اگرچہ بظاہر ان کے زندگی کے کاروبار پر سویلائزیشن (Civilization) اور اعلیٰ تہذیب کے ملمع چڑھے ہوئے ہیں لیکن فی الحقیقت ان کے اندر مرکزی نقطہ' جس کے گرد یہ قومیں گھوم رہی ہیں اور جن کے اوپر ان کی تہذیبیں مبنی ہیں وہ جھوٹ ہی ہے۔ لیکن یہ ایک الگ بحث ہے مجھے تو اس وقت جماعت احمدیہ کے اندر دلچسپی ہے اور جماعت احمدیہ کے بچوں کے اوپر میں خصوصیت کے ساتھ نظر رکھتا ہوں اور میرے نزدیک جب تک بچپن سے سچ کی عادت نہ ڈالی جائے' بڑے ہو کر سچ کی عادت ڈالنا بہت مشکل کام ہو جاتا ہے۔ اور جیسا کہ میں نے اپنے بعض خطبات میں تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے۔۔ سچ بولنا بھی مختلف درجات سے تعلق رکھتا ہے اور مختلف مراحل سے تعلق رکھتا ہے' درکم سچا اور زیادہ سچا اور اس سے زیادہ سچا اور اس سے زیادہ سچا (-) ایسا سچا کہ جس کا کوئی پہلو بھی جھوٹ کی ملونی اپنے اندر نہ رکھتا ہو لیکن یہ ہیں بڑے اور اونچے اور بلند منصوبے جو (کلام الٰہی)

باقی صفحہ ۲ پر

دعا بڑی دولت اور طاقت ہے اور (کلام الٰہی) میں جابجا اس کی ترغیب دی گئی ہے

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ

پبلشر: آغا سیف اللہ - پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس - ربوہ
مقام اشاعت: دارالنصر غربی - ربوہ

قیمت
دو روپیہ

17- احسان 1374 ھش 17 - جون 1995ء

دُعا - دل کا چراغ

دعا ایک ضرورت بھی ہے اور عادت بھی ہے - پہلے یہ ضرورت ہے اور پھر لازم ہے کہ یہ انسان کی عادت بن جائے - اس کا منبع یہ بات ہے کہ اللہ تعالیٰ جو قادر و توانا ہے اور جس کی ہمیں ہر لمحہ اور ہر گام پر ضرورت ہے اس کے پاس اپنی حاجات پیش کی جائیں - اپنی مشکلات کا ذکر کیا جائے اور اس سے مدد مانگی جائے اسی کا نام دعا ہے -- جب ہم خدا تعالیٰ سے اس رنگ میں بات کرتے ہیں کہ ہمیں فلاں چیز مل جائے ہماری فلاں مشکل حل ہو جائے - ہمارے لئے آسانیاں پیدا ہو جائیں - ہم اپنے لئے اور اپنوں کے لئے یہ سب کچھ مانگتے ہیں تو اس مانگنے کا نام دعا ہو جاتا ہے اور جب ہماری بات پوری ہوتی ہے - جب ہم جو کچھ مانگتے ہیں ہمیں مل جاتا ہے یا بعض اوقات اس سے بھی بہتر مل جاتا ہے تو ہمارے دل میں یہ یقین پیدا ہو جاتا ہے کہ ہمیں ضرور مانگنا چاہئے - اور پھر مانگنا یعنی دعا کرنا ہماری عادت بن جاتا ہے - جن لوگوں کی عادت دعا نہیں ہوتی -- وہ کام شروع کر دیتے ہیں - اور بعض اوقات ختم بھی کر لیتے ہیں تو پھر انہیں خیال آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے دعا بھی مانگنی چاہئے - لیکن جو لوگ اپنی دعاؤں کو پورا ہوتے دیکھتے ہیں - جنہیں دعا کے ذریعے ان کی ضروریات مل جاتی ہیں اور مشکلات حل ہو جاتی ہیں ان کے دل و دماغ پر دعا کا تصور مستولی ہو جاتا ہے وہ ہر کام سے پہلے اور ہر بات سے پہلے دعا کرتے ہیں بعض اوقات انہیں یہ بھی معلوم نہیں ہوتا کہ وہ کچھ مانگنے والے ہیں لیکن ان کے دل سے دعا نکلتی ہے - وہ صرف خدا تعالیٰ کی طرف رجوع کئے رہتے ہیں - اور یہی ان کے لئے دعا ہوتی ہے - حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع (ہماری دلی دعائیں آپ کے لئے) فرماتے ہیں :-

"دعا وہ چراغ ہے جو دلوں میں نور بن کے روشن ہوتی ہے - اور مستقل رہتی ہے - پھر وہ کبھی نہیں چھوڑتی" -

اس میں کیا شک ہے کہ ہم میں سے ہر شخص کی زندگی احتیاج کی آماجگاہ ہے - چھوٹے لوگوں کو چھوٹی باتوں کی ضرورت - بڑے لوگوں کو بڑی باتوں کی ضرورت -- سہارا چھوٹوں کو بھی چاہئے اور سہارا بڑوں کو بھی - اور یہ سہارا دعا کے ذریعہ ملتا ہے - دعا کے نتیجہ میں ایک تو ہمارے کام سر انجام پا جاتے ہیں - ہماری ضرورتیں ہمیں مل جاتی ہیں ہماری مشکلات دور ہو جاتی ہیں دوسری بات یہ ہے کہ دعا ایک چراغ کی طرح ہمارے دلوں میں نور بن کے روشن ہو جاتی ہے - جیسے ہم نے پہلے کہا ہے کہ دعا ضرورت بھی ہے اور عادت بھی ہے - جب یہ عادت بن جاتی ہے تو یہ نور ہمہ وقت ہمارے دل کو روشن رکھتا ہے -

"بندہ بشر ہے" کہہ کے خطا ڈھانپ لیجئے
لیکن پھر اس مقولہ پہ کچھ غور کیجئے
اپنی غلط روی پہ ندامت ہے لازمی
کوئی بُرا کہے بھی تو غصہ نہ کیجئے

ابوالاقبال

عازم سفر

منزل کی نہ پوچھ کہ اب مجھے منزل کی خبر کیا

جانا ہے بہرکیف تو پھر خوف و خطر کیا
جینے کی مسرت سے غرض موت کا ڈر کیا

احساس فرومائگی ممکن ہی نہیں ہے
اغیار کی رفعت کا میرے دل پر اثر کیا

یہ حلقۂ امواج کے بے درد فسانے
ٹوٹے ہوئے ساحل کے یہ خاموش ترانے

یہ میرے لئے کوئی نئی چیز نہیں ہیں
دیکھے ہوئے ہیں میں نے یہ سارے ہی زمانے

کھیلا نہیں طوفان حوادث سے بھلا کیا؟
دیکھا نہیں میں نے کوئی میدانِ وغا کیا؟

ہیں مجھ سے نہاں رفعت و پستی کے نظارے
ٹھوکر میں نہیں ہیں مری یہ ارض و سما کیا؟

یہ مشرق و مغرب، یہ بلندی ہے یہ پستی
یہ اشک مسلسل ہیں یہ ہنگامۂ ہستی

آغوشِ نظر میں انہیں لینے کو ہوں بے تاب
اِک عمر سے بے کل ہے میری صعب پرستی

واقف میری رفتار سے ہے گردش ایام
دنیا سے نرالے ہیں جنوں کے سحر و شام

فرمائیں نہ اب اہلِ خرد بندہ نوازی
واماندگیاں ان کی نہ کر دیں مجھے بدنام

ہر شے میں نظر آئے نہ کیوں حسنِ فسوں ساز
ذرے نہ ہوں کیوں رونق صد انجمنِ ناز

دب جائے تقاضا تیرے جلووں کا تو دب جائے
لیکن نہیں ممکن کہ ہوں یہ عشق کے انداز

پھر برقِ نظر ہے کوئی بے پردہ افق پر
شرمائے ہوئے رہتے ہیں مہر و مہ و اختر

اس جلوۂ بے باک سے آنکھیں تو لڑا لوں
آ پہنچا ہے از خود یہ مری راہگذر پر

میں اپنی تمناؤں کو بیدار تو کر لوں
میں فطرتِ تسلیم کو ہشیار تو کر لوں

اے ہم نفسو! فرصتِ یک لحہ خدارا
کچھ حسنِ عقیدت کا بھی اظہار تو کر لوں

کام آ نہ سکے گا جو مرا سوزِ نہانی
مرجھا کے نہ رہ جائے گی کیا یونہی جوانی؟

ایمان کے جذبات میں اک لہر اٹھی ہے
اے کاش کہ لگ جائے ٹھکانے یہ روانی

منزل کی نہ پوچھ کہ اب مجھے منزل کی خبر کیا

نسیم سیفی ۱۹۴۵ء

بقیہ صفحہ ۱

نے ہمارے سامنے پیش کئے ہیں - (۰) کتنے عظیم الشان اور بلند منصوبے ہیں لیکن ان کا آغاز سچ سے ہوتا ہے اور کوئی شخص صالح بھی نہیں بن سکتا جب تک وہ سچا نہ ہو - اس لئے بہت ہی اہم بات ہے کہ ہم اپنے بچوں کو شروع ہی سے نرمی سے بھی اور سختی سے بھی سچ پر قائم کریں اور کسی قیمت پر بھی ان کے جھوٹے مذاق کو بھی برداشت نہ کریں - یہ کام اگر مائیں کر لیں تو باقی مراحل جو ہیں، قوم کے لئے بہت ہی آسان ہو جائیں گے -

(از خطبہ ۸۹-۱۱-۲۴)

امتحان کے بعد بیکار نہ رہیئے

○ خدام بھائیو!! امتحانات کے بعد بیکار رہنے سے بہتر ہے کہ کوئی نہ کوئی ہنر سیکھا جائے اس سلسلہ میں ایوان محمود ربوہ میں ٹائپ سکھانے کا معقول انتظام موجود ہے - خواہش مند احباب طاہر ٹائپنگ کلب سے رابطہ قائم کریں -

(مہتمم صنعت و تجارت)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ارشادات حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی

علمی مسائل

میں اوپر بتا چکا ہوں کہ قریش کا نام قریش کیوں پڑا۔ میں نے بتایا ہے کہ اس بارہ میں میری تحقیق یہ ہے کہ ان کا یہ نام کسی سمندری جانور کی وجہ سے نہیں رکھا گیا۔ بلکہ اصل بات یہ ہے کہ قصیؒ بن کلاب کے وعظ کرنے پر اور یہ توجہ دلانے پر کہ چونکہ ہمارے دادا ابراہیمؑ نے ہمیں مکہ میں رہنے کا ارشاد فرمایا تھا اور ہمارے سپرد خانہ کعبہ کی خدمت کی تھی ہمیں چاہئے کہ ہم اردگرد کے علاقوں کو چھوڑ کر مکہ میں جا بسیں۔ اور وہیں اپنی زندگی بسر کریں۔ وہ مکہ میں آکر رہنے لگ گئے تھے۔ پر چونکہ وہ قصیؒ بن کلاب بن نضر کے توجہ دلانے پر مختلف مقامات سے اٹھ کر مکہ میں جا کر بس گئے اس لئے وہ قریش کہلائے یعنی جمع شدہ لوگ۔ اس پر سوال پیدا ہوتا ہے کہ قریش تو تصغیر کا صیغہ ہے۔ اور معنے یہ ہیں کہ مکہ میں جمع ہو جانے والا ایک چھوٹا سا ٹکڑہ۔ یا ایک چھوٹا سا گروہ۔ پھر کیا وجہ ہے کہ آل اسماعیل کو ایک چھوٹا سا گروہ یا چھوٹا سا ٹکڑہ کہا گیا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ حکم تو سارے بنو اسماعیل کو تھا۔ کہ وہ مکہ میں رہیں۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت اور پرستش کریں اور جو لوگ حج اور طواف کے لئے آئیں ان کی خدمت کریں مگر چونکہ بنو کنانہ میں سے صرف نضر بن کنانہ کی اولاد مکہ میں آکر بسی اور چونکہ وہ سارے بنو اسماعیلؑ میں سے ایک چھوٹا سا گروہ تھا۔ اس لئے وہ قریش کہلاتے۔ یہ بتانے کے لئے کہ ہم تھوڑے سے آدمی ہیں۔ جو اپنے دادا ابراہیم کی بات مان کر جمع ہو گئے ہیں تاکہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں اور جو لوگ خانہ کعبہ کے حج کے لئے آئیں ان کی خدمت کریں۔ اور شائد اس نام میں اس طرف بھی اشارہ ہو کہ دوسرے قبائل کو بھی مکہ میں جمع ہونے کی تحریک ہوتی رہے اور حضرت اسماعیلؑ کی باقی اولاد کے دل میں بھی یہ خیال پیدا ہوتا رہے کہ جب ہم میں سے تھوڑے سے لوگ وہاں بس گئے ہیں اور انہوں نے ہر قسم کی تکلیف کو برداشت کر لیا ہے تو ہم بھی تو اولاد ابراہیمؑ میں سے ہیں۔ اگر ہم بھی وہاں بسیں اور اپنے دادا کے حکم کو مان لیں تو اس میں حرج کیا ہے۔ پس شائد اس تصغیر میں ایک یہ بھی حکمت ہو کہ اس نام سے باقی بنو اسماعیلؑ کے دل میں تحریک ہوتی رہے اور وہ بھی اپنے دادا ابراہیمؑ کی بات کو مانتے ہوئے خدا تعالیٰ کے گھر کی خدمت کے لئے مکہ میں آ بسیں۔ پس ممکن ہے کہ اسی نام سے انہوں نے دوسرے قبائل کے اندر تحریک کرنے کی ایک صورت پیدا کی ہو۔ اور مکہ میں ان کے جمع ہونے کے لئے ایک تحریک جاری کی ہو۔

غرض قصی بن کلاب کی تحریک پر یہ لوگ آئے اور مکہ میں بس گئے۔ مگر ابتداً میں عرب کی توجہ حج کی طرف اتنی نہیں تھی کہ وہ مکہ میں کثرت سے آتے جاتے۔ اور خانہ کعبہ کی برکات سے مستفیض ہوتے۔ اس کا ثبوت یہ ہے کہ وہ قوم جو اپنے دادا کی ہدایت اور خدا تعالیٰ کی طرف سے بڑی بڑی پیش گوئیوں کے باوجود خانہ کعبہ کو چھوڑ کر چلی گئی اگر حاجی کثرت سے مکہ میں آتے ہوتے تو ان لوگوں کے رزق کے سامان پیدا ہوتے رہتے۔ اور ان کو مکہ چھوڑنے کی مجبوری پیش نہ آتی۔ پس آل اسماعیلؑ کا مکہ کو چھوڑ کر دوسرے عرب علاقوں میں پھیل جانا اس امر کا ثبوت ہے کہ اس وقت تک خانہ کعبہ کے حج کا رواج عرب میں کم تھا۔ اور بہت تھوڑے لوگ حج کے لئے آتے تھے مجاوروں کو ہی دیکھ لو۔ ان کا کام کتنا ذلیل ہے۔ اسے دیکھ کر شرم آنے لگتی ہے مگر کیا وہ اس ذلیل کام کو بھی آسانی سے چھوڑنے کے لئے تیار ہوتے ہیں۔ باوجود اس کے کہ وہ ایک قابل نفرت کام میں اپنی زندگی کے دن بسر کر رہے ہوتے ہیں۔ پھر بھی اس کام سے ان کا جتنا رزق وابستہ ہوتا ہے چاہے وہ رزق ذلت سے ہی آئے۔ اسے وہ چھوڑنے کے لئے تیار نہیں ہوتے۔ پس اگر بنو اسماعیل نے مکہ چھوڑا تو یقیناً اس کے معنے یہ تھے کہ اس زمانہ میں بہت ہی کم لوگ حج کیا کرتے تھے۔ اور ان کے گزارہ کی کوئی صورت نہیں تھی۔ اس لئے یہ لوگ مکہ سے نکلے اور تمام عرب میں پھیل گئے۔ جب قصی بن کلاب کی تحریک پر یہ لوگ مکہ میں جا بسے تو یہی وقت ان کو پھر پیش آئی۔ وہ بس تو گئے مگر چونکہ حاجی بہت کم آتے تھے اور یہ لوگ وہیں مکہ میں رہتے تھے۔ باہر کہیں آتے جاتے نہیں تھے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ وہ سخت تنگی اور عسر کی حالت میں مبتلا ہو گئے۔ اور ان کے گزارے کی کوئی صورت نہ رہی۔ بلکہ بعض لوگوں کی تو فاقہ تک نوبت پہنچ گئی۔ اور ان کے لئے اپنی عزت اور زندگی کا قائم رکھنا مشکل ہو گیا۔ مگر پھر بھی قریش کو داد دینی پڑتی ہے کہ انہوں نے ان تمام صعوبتوں کو بڑی خندہ پیشانی کے ساتھ برداشت کیا اور اپنی زبان پر وہ ایک لمحہ کے لئے بھی حرف شکایت نہ لائے۔ اول تو ان کی یہی بہت بڑی قربانی تھی کہ انہوں نے اپنے کام کاج چھوڑے پیشوں کو ترک کیا۔ تجارتوں کو نظرانداز کیا۔ زمینداریوں سے منہ موڑا اور ایک وادی غیر ذی زرع میں جہاں روزی کا کوئی سامان نہ تھا اہل و عیال کو لے کر رہنا شروع کر دیا۔ لیکن پھر بھی کوئی کہہ سکتا تھا کہ قریش کا مکہ میں بسنا کوئی ایسی قربانی نہیں جس کی تعریف کی جا سکے کیونکہ مکہ کی عزت لوگوں میں بہت پھیلی ہوئی تھی۔ اور لوگ وہاں حج کے لئے آتے جاتے تھے۔ اس لئے ممکن ہے وہ دولت یا عزت کی خواہش کی وجہ سے مکہ میں جا کر بس گئے ہوں۔ سو چونکہ یہ اعتراض پیدا ہو سکتا تھا۔ اس لئے خدا تعالیٰ نے ان کی عزت ظاہر کرنے کے لئے پھر دوسری دفعہ ان کو قربانی کا موقعہ دیا۔ مکہ میں بسنے کی وجہ سے ان کے گزارہ کی کوئی صورت نہ رہی۔ حج کی طرف عربوں کو بہت کم توجہ تھی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ فاقوں کی وجہ سے جانوں کے اتلاف تک نوبت پہنچ گئی۔ یہ لوگ کافر بھی تھے مشرک بھی تھے۔ بے دین بھی تھے۔ اور ان میں سینکڑوں قسم کی خرابیاں پائی جاتی تھیں۔ لیکن اس قوم میں بعض غیر معمولی خوبیاں بھی تھیں۔ مکہ کے لوگوں میں سے جب کسی خاندان کے پاس کھانے پینے کا سامان بالکل ختم ہو جاتا۔ اور اس کی حالت غیر ہو جاتی وہ دوست بھی جو ان کی حالت سے آگاہ ہوتے مدد سے لاچار ہوتے کیونکہ وہ خود بھی غریب ہی ہوتے تھے تو وہ فاقہ کش لوگ قصی پر اعتراض نہیں شروع کر دیتے تھے۔ کہ اس نے ہمیں غلط تعلیم دی تھی۔ ہم مکہ چھوڑ کر چلے جائیں گے۔ وہ یہ نہیں کہتے تھے۔ کہ ہم نے بیوقوفی کی کہ ایسی جگہ آ بسے جہاں روٹی کا کوئی سامان نہیں تھا۔ بلکہ وہ خاندان اسی وقت اپنا خیمہ اٹھا کر مکہ سے ذرا باہر چلا جاتا (مکانوں کا رواج عرب میں بہت کم تھا بلکہ اب تک بھی بادیہ کے لوگ خیموں میں رہتے ہیں) اور مکہ سے دو تین میل پر اپنا خیمہ لگا لیتا اور اپنے بیوی بچوں کو بھی وہیں لے جاتا۔ تاکہ اس کے رشتہ داروں دوستوں اور محلہ والوں کو اسکی اس بری اور خراب حالت کا پتہ نہ لگے اور وہیں وہ سب کے سب بھوکے مر جاتے۔ میں سمجھتا ہوں یہ اس قسم کی قربانی ہے کہ اس کی مثال دنیا کی تاریخ میں نہیں مل سکتی۔ لوگ بھوکے ہوتے ہیں تو وہ فوراً کسی دوسری جگہ جا کر اپنی حالت کو بہتر بنانے کی کوشش کرتے ہیں وہ دوسروں سے سوال کرنے سے بھی گریز نہیں کرتے اور صبر اور برداشت کی قوت کو بالکل کھو بیٹھتے ہیں۔ ہمارے صوفیاء نے ایک لطیفہ لکھا ہے کہ کوئی بزرگ تھے انہوں نے یہ فیصلہ کیا کہ میں شہر چھوڑ کر باہر جنگل میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کیا کروں گا وہ کھانا بھیج دے گا تو کھا لوں گا۔ اور اگر نہ بھیجے گا تو فاقہ کروں گا۔ جب لوگوں کو معلوم ہوا کہ انہوں نے شہر سے باہر ڈیرے لگا لئے ہیں تو ان کی بزرگی اور تعلقات کی وجہ سے دوستوں نے ان کو باقاعدہ صبح و شام کھانا پہنچانا شروع کر دیا۔ مگر ایک دفعہ ایسا اتفاق ہوا کہ انہیں کھانا نہ پہنچا۔ شائد ان سے زیادہ تعلق رکھنے والے لوگ کہیں باہر چلے گئے تھے۔ یا شائد ان میں سے ہر ایک نے یہ سمجھا کہ دوسرے نے کھانا بھیج دیا ہو گا اور اس طرح کوئی شخص بھی کھانا نہ لایا۔ ایک وقت گزرا اور انہیں کھانا نہ ملا۔ دوسرا وقت آیا تب بھی کھانا نہ آیا۔ اس کے بعد تیسرا وقت آ گیا مگر انہیں پھر بھی کھانا نہ پہنچا تیسرے کے بعد چوتھا اور چوتھے کے بعد پانچواں اور پانچویں کے بعد چھٹا فاقہ ان پر آ گیا۔ جب چھ فاقے ہو گئے تو اب ان کے لئے برداشت کرنا مشکل ہو گیا۔ وہ کسی طرح گرتے پڑتے شہر میں آئے اور اپنے کسی دوست کے ہاں جا کر اس سے خواہش کی کہ وہ انہیں کچھ کھانے کو دے۔ اس نے تین روٹیاں اور ان پر کچھ سالن رکھ کر پیش کیا۔ انہوں نے روٹیاں اٹھائیں سالن لیا اور باہر جنگل کو چل پڑے کچھ دور جا کر انہوں نے دیکھا کہ گھر کے مالک کا کتا بھی ان کے پیچھے چلا آ رہا ہے۔ انہیں خیال آیا کہ اس کتے کا بھی ان روٹیوں پر حق ہے۔ اس پر انہوں نے ایک روٹی لی اس پر سالن کا تیسرا حصہ رکھا اور کتے کے آگے ڈال دیا۔ اس نے جلدی جلدی روٹی کھائی اور پھر ان کے پیچھے چل پڑا وہ تھوڑی دور گئے ہوں گے کہ ان کو خیال آیا کہ کتا تو ابھی پیچھے چلا آ رہا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ ابھی اسے سیری نہیں ہوئی۔ میں سمجھتا ہوں کہ کتا شائد اس لئے ان کے پیچھے گیا ہو گا کہ وہ اس کے مالک کے دوست تھے۔ اور کتا ان کو اکثر آتے جاتے دیکھتا ہو گا۔ کتا جہاں اپنے آقا کے ساتھ محبت رکھتا ہے وہاں وہ اپنے آقا کے ساتھ ملنے والوں کو بھی خوب پہچانتا ہے۔ بہت ہی ذہین جانور ہے۔ مگر انہوں نے تصوف کے اثر کے نیچے یہ سمجھا کہ شائد یہ اپنا حق مانگتا ہے۔ چنانچہ انہوں نے کتے کو دیکھ کر کہا کہ بے شک تیرا حق مجھ سے زیادہ ہے تُو تو ہر وقت وہاں بیٹھا رہتا ہے مگر میں کبھی کبھار جاتا ہوں۔ یہ کہہ کر انہوں نے دوسری روٹی لی اس پر بقیہ سالن کا نصف حصہ رکھا اور اسے کتے کے آگے ڈال دیا کتے نے وہ روٹی بھی کھا لی۔ مگر پھر بھاگ کر ان کے پیچھے چل پڑا۔ اب جو کتا ان کے پیچھے چلا تو انہیں بہت غصہ آیا۔ اور جب انسان کو غصہ آتا ہے تو وہ جانوروں سے بھی باتیں کرنے لگتا ہے۔ ہمارے ملک میں بیل چلانے والے بیل سے باتیں کرتے ہیں۔ گدھے چلانے والے گدھوں سے باتیں کرتے ہیں۔ اکے والے آدھی باتیں سواری سے کرتے ہیں اور آدھی باتیں گھوڑے سے کرتے ہیں۔ کبھی کہتے ہیں شاباش قدم اٹھائے چلا جا۔ میں تجھے خوب گھاس کھلاؤں گا۔ کبھی نہیں چلتا تو غصے میں اسے گالیاں دینی شروع کر دیتے ہیں۔ اسی طرح جب انہوں نے بھی دیکھا کہ کتا ابھی تک پیچھے چلا آ رہا ہے تو انہوں نے غصہ سے اس کی طرف دیکھا اور کہا 'بے حیا! دو روٹیاں تو میں ڈال چکا ہوں۔ مگر پھر بھی تو میرا پیچھا نہیں چھوڑتا۔ انہوں نے یہ بات کہی ہی تھی کہ ان پر کشفی حالت طاری ہوئی۔ اور انہوں نے دیکھا کہ وہی کتا ان کے سامنے کھڑا ہے کشف میں جانور بھی باتیں کر لیتے ہیں۔ زمین بھی بات کر لیتی ہے۔ لکڑی بھی بات کر لیتی ہے۔ اسی لئے کتے کی بات پر تعجب نہیں کرنا چاہئے۔ انہوں نے دیکھا کہ کتا

باقی صفحہ ۷ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یادرفتگاں

محترم مولوی خلیل الرحمان آف پشاور

ڈاکٹر حمید الرحمان امریکہ

میرے پیارے والد صاحب محترم مولوی خلیل الرحمٰن صاحب آف پشاور کو ہم سے جدا ہوئے تقریباً ۱۰ سال گزر گئے ہیں- بڑی دیر سے دل میں شدید خواہش تھی کہ ان کے زندگی کے چند واقعات قلم بند کروں تاکہ ان کے دوست ان کے درجات کی بلندی کے لئے دعا کریں اور بہت سے پڑھنے والے خاص کر نئی پود کے بچوں کو اپنے بزرگوں کے بارہ میں پتہ چلے اور ان کی نیکی تقویٰ کے ایمان افروز واقعات ان کے لئے مشعل راہ بنیں- اور ایمان اور تقویٰ کی زیادتی کا باعث بنیں- اللہ تعالیٰ نے مجھے توفیق دی اور چند واقعات قلم بند کر رہا ہوں-

میرے والد مولوی خلیل الرحمٰن تعلیمی ریکارڈ کے مطابق ۱۳- جون ۱۹۱۳ء میں موضع درگئی افغانستان میں پیدا ہوئے- درگئی صوبہ خوست میں واقع ہے- ایک سال کی عمر میں والدہ ماجدہ انتقال کر گئیں پھر کفالت پھوپھی کے سپرد ہوئی اور ۶-۵ سال کی عمر میں ان کے والد صاحب خان عبدالرحیم خان افغان درویش قادیان غالباً ۱۹۱۸ء میں مستقل نقل مکانی کرکے قادیان آ گئے-

خاکسار یہ حالات زندگی محترم والد صاحب کے تحریر کردہ حالازت زندگی سے مرتب کر رہا ہے- والد صاحب تحریر کرتے ہیں کہ ان کا نام اور ان کے بڑے بھائی حبیب الرحمٰن خان غازی کابلی کے نام بذریعہ والد صاحب کے تایا سید میر آدم خان حضرت امام جماعت احمدیہ اول نے رکھے تھے-

درگئی کا گاؤں سید گاہ کے گاؤں سے چند میل کی مسافت پر واقع تھا- سید گاہ حضرت صاحبزادہ عبداللطیف کا گاؤں تھا- یہ دونوں گاؤں افغانستان کے جنوبی صوبہ خوست میں واقع ہیں اور ضلع بنوں کے ساتھ سرحدیں ملتی ہیں- میرے داداجان عبدالرحیم خان افغان اور ان کے بڑے بھائی سید میر آدم خان حضرت صاحبزادہ عبدالطیف کے بہت قریبی مریدوں میں سے تھے اور صاحبزادہ صاحب کے ساتھ بہت پیار اور عقیدت تھی- یہ دونوں بھائی جوانی سے عبادات کے پابند تھے اور صبح کی عبادت حضرت صاحبزادہ صاحب جو اس علاقہ کے معزز پیر تھے ان کی اقتدا میں پڑھنے کے لئے سید گاہ تشریف لے جایا کرتے تھے یہ دونوں بھائی عبادات اور دینی احکام کی تکمیل بہ دل و جان کرتے تھے- گھر کی دیوار کے ساتھ بیت الذکر تھی اور غریبوں اور مسافروں کی مہمان نوازی بڑے شوق کے ساتھ بجالاتے-

میرے والد صاحب کے تایا حضرت سید میر آدم خان رفیق حضرت بانی سلسلہ تھے اور جوانی میں ہی قادیان میں فوت ہوئے اور بہشتی مقبرہ میں مدفون ہیں- حضرت صاحبزادہ صاحب کے راہ خدا میں جان دینے کے بعد جلد ہی قادیان حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی محبت میں نقل مکانی کرکے آگئے تھے- امامت ثانیہ کے انتخاب کے موقع پر موجودہ تھے اور تمام افغان احمدیوں کے ساتھ امامت ثانیہ کی بیعت کی-

علاقہ خوست میں مسلسل احمدیت کی دشمنی اور تکالیف کی وجہ سے میرے دادا میرے والد صاحب اور ان کے بڑے بھائی حبیب الرحمٰن مستقل طور سے نقل مکانی کرکے قادیان آگئے اور یہ دونوں مدرسہ احمدیہ میں داخل ہوئے- ۱۹۳۳ء میں میرے والد صاحب نے مولوی فاضل پاس کیا- قادیان کی بابرکت بستی میں ایام طفلگی اور جوانی گزاری- حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے بہت سے رفقاء کرام سے فیض یاب ہوئے اور خدمت کا موقع ملا- قادیان کے ارد گرد دیہاتوں میں دعوت الی اللہ کے لئے جانا ایک شغل تھا اور اسی طرح مناظرات میں شامل ہوتے تھے-

قادیان میں میرے دادا عبدالرحیم خان افغان درویش.... المال میں محافظ تھے اور اکثر اوقات میرے والد صاحب کو.... المال میں ڈیوٹی دینے کا موقع ملتا رہا- میرے والد صاحب جوانی سے عبادات کے پابند تھے اور آپ کو حضرت امام جماعت احمد کے پاؤں دبانے کا موقع ملتا رہتا تھا-

۱۹۳۴ء میں صوبہ سرحد تشریف لائے اور مردان- صادق آباد اور علاقہ رستم میں بطور مدرس کام کیا- ۱۹۳۶ء میں پشاور فرنٹیئر ہائی سکول میں ملازم ہوئے- شام کو کلام الٰہی پڑھانے کا شوق تھا-

میرے والد صاحب کی پہلی شادی ۱۹۳۶ء میں قادیان کے قریب فیض اللہ چک میں حضرت حافظ نبی بخش صاحب رفیق حضرت بانی سلسلہ کی نواسی محمودہ بیگم صاحبہ سے ہوئی حضرت حافظ نبی بخش صاحب حضرت بانی سلسلہ کے دعویٰ سے پہلے کے عزیز دوستوں میں سے تھے-

۱۹۴۵ء میں میرے والد صاحب پشاور سے قادیان مجلس مشاورت میں بطور نمائندہ گئے تو وہاں حضرت سید محمود اللہ صاحب ہیڈ ماسٹر تعلیم الاسلام ہائی سکول نے قادیان تعلیم الاسلام ہائی سکول میں بطور مدرس کام کرنے کو فرمایا تو والد صاحب نے بہ خوشی قبول کر لیا کیونکہ قادیان میں اپنے والد کی خدمت کرنا چاہتے تھے تقسیم ہند کے بعد حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی کے حکم پر قادیان کی حفاظت پر مقرر رہے اور پھر حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی نے کشمیر کے محاذ پر فرقان فورس میں بھیج دیا جہاں بڑی خوبی اور کامیابی کے ساتھ پونچھ کے محاذ پر جنگ بندی تک رہے جو ۲۰- جون ۱۹۵۰ء کو ہوئی- حکومت پاکستان نے بہادری کے اعتراف میں تمغہ دیا- جنگ بندی کے بعد کچھ عرصہ ربوہ کے دفاتر میں کام کیا اور پھر پشاور میں محکمہ تعلیم میں بطور مدرس کام کیا- ان کی ریٹائرمنٹ ۱۹۷۱ء میں ہوئی- دوران سروس شام کو جماعت کے کاموں کے ساتھ کلام الٰہی پڑھاتے رہے تھے- سروس سے ریٹائرمنٹ کے بعد جماعتی کاموں اور خدمت خلق میں مشغول رہے اور حضرت امام جماعت احمدیہ الثالث کی تحریک وقف عارضی پر سال ہا سال کلام الٰہی پڑھانے اور جماعتی تربیت کے پروگراموں میں ہزارہ جایا کرتے تھے-

میرے والد صاحب میرے اصرار پر ۱۹۸۱ء میں ۱۹۸۲ء اور پھر ۱۹۸۳ء اور ۱۹۸۴ء میں میرے پاس امریکہ تشریف لائے- ۱۹۸۴ء میں لنڈن میں حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع سے ملاقات کی ۱۹۸۴ء میں دل کی کچھ تکلیف ہوئی اور امریکہ میں علاج کروایا گیا- امریکہ سے نومبر ۱۹۸۴ء میں واپسی پر جرمنی ٹھہرے جہاں میری چھوٹی بہن انیسہ منور رہتی تھی- دسمبر کیم ۱۹۸۴ء کو ربوہ تشریف لے گئے- اور دوسرے دن میری بڑی بہن کے گھر سرگودھا میں ۲- دسمبر کو اچانک دل کی حرکت بند ہو جانے سے انتقال فرما گئے- اسی دن میت ربوہ لے جائی گئی اور دوسرے دن مولانا دوست محمد شاہد صاحب نے جنازہ پڑھایا- اور بہشتی مقبرہ میں دفن ہوئے- اے میرے پیارے خدایا تو میرے پیارے اباجان کو اپنی رحمت میں جگہ دے جنہوں نے اپنی ساری زندگی ہمارے لئے لاانتہا دعاؤں کے خزانے چھوڑے ہیں- آمین

جب خاکسار قادیان میں ۲ سال کا تھا تو میری آنکھیں بہت خراب تھیں- بہت دوا کی مگر افاقہ نہ ہوا- میرے پیارے اباجان نے دعا کی اور اللہ تعالیٰ جو شافی اور کافی ہے سے منت کی کہ جب میرا بیٹا آنکھوں کی مرض سے شفایاب ہو جائے گا تو میں تاحیات مغرب کے بعد ۲ رکعت نفل پڑھوں گا- اور پھر اس طرح ساری زندگی مغرب کے بعد ۲ رکعت شکرانہ کے نفل پڑھتے رہے-

میرے پیارے والد صاحب بہت محنتی اور فرض شناس تھے اپنے ہاتھ سے کسی قسم کے کام کو عار نہ جانتے تھے- بہت نڈر اور کٹر احمدی تھے احمدیت کے لئے غیر معمولی غیرت رکھتے تھے- دوران ملازمت کئی بار مخالفین کے اکسانے پر اور جھوٹے خطوط اعلیٰ حکام کو لکھنے پر کہ یہ دعوت الی اللہ کرتا ہے مخالفت کی ہوائیں چلیں مگر دشمن بفضل خداوند کریم کچھ نہ کر پائے- اعلیٰ افسر ہو یا ماتحت کبھی دعوت الی اللہ کا موقع ہاتھ سے نہ جانے دیا- پشاور کے ارد گرد خان خوانین کے ہاں نڈر ہو کر احمدیت کا پیغام پہنچاتے میرے والد صاحب کا یہ معمول تھا کہ مغرب اور عشاء کی عبادات بیت احمدیہ میں گل بادشاہ جی میں ادا کرتے اور واپسی پر مسافر اور مہمان کو گھر لے آتے مہمان نوازی کے ساتھ ان کی ہر طرح خدمت کرتے اور نوکری کی تلاش میں ہر ممکن مدد کرتے تھے- مخلوق خدا کی ہمدردی اور بے لوث خدمت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی- ہر احمدی کے گھر حال احوال کے علاوہ خوشی اور غمی میں برابر کے شریک ہوتے تھے- ہمدردی مخلوق کے ضمن میں ایک واقعہ یاد آگیا واقعہ یوں ہے- کہ ۶۳-۱۹۶۲ء میں ایک رات جب موسلا دھار بارش ہو رہی تھی میرے والد صاحب اپنی بڑی بیٹی صادقہ بیگم اہلیہ شیخ خلیل احمد کو ملنے رسالپور گئے- گیٹ پر گارڈ روم کے افسر نے والد صاحب کو پہچان لیا اور عزت کے ساتھ اندر اپنے دفتر لے گیا- گرم چائے سے تواضع کی اور ایک واقعہ سنایا جس کو میرے والد صاحب بھول چکے تھے اس افسر نے بتایا کہ ۱۹۴۷ء کے فسادات کے وقت جب ایک حشر برپا تھا اور مسلم قافلوں کو لوٹا جا رہا تھا اور سخت خطرہ کے دن تھے- اس قافلہ میں یہ افسر اور والد صاحب بھی تھے- ایک سکھ گاؤں کے پاس پڑاؤ پڑا- اس وقت اس افسر کا ایک چھوٹا بچہ (شیر خوار) بھوک کی وجہ سے ہلکان ہو رہا تھا اور دودھ میسر نہ تھا- رات کے اندھیرے میں کسی خطرہ کی پرواہ نہ کرتے ہوئے قریبی گاؤں جا کر دودھ لائے بچے کو پلایا اور قافلہ والوں کو چائے وغیر بنا کر پلائی- جب یہ واقعہ گارڈ روم کے افسر نے بتایا تو والد صاحب کی یادداشت تازہ ہو گئی- اس افسر نے بتایا کہ اس غیر معمولی جرأت اور ہمدردی خلق کا یہ واقعہ اس کے دل دماغ پر نقش ہو چکا ہے اور اس واقعہ کو کئی بار دوستوں رشتہ داروں میں سنا چکا ہے-

والد صاحب کا یہ معمول تھا کہ اخبار الفضل ملتے ہی سب سے پہلے اس میں حضرت صاحب کی خیریت پڑھ کر سب دعائیہ اعلانات پڑھتے اور دعا کرتے بعض دفعہ فوراً خط مبارک بادی یا تعزیت کا لکھ دیتے- ایک دفعہ ایک احمدی طالب علم نے ایک امتحان میں بہت اچھے نمبر لئے والد صاحب نے مبارک بادی کا خط لڑکے کے والد بشیر آزاد صاحب مرید کے منڈی بھیج دیا- چند ماہ کے بعد جلسہ پر ربوہ میں جہاں پشاور کی جماعت ٹھہری ہوئی تھی بشیر آزاد صاحب (صدر جماعت احمدیہ مرید کے) نے والد صاحب کو تلاش کیا اور فرمایا کہ آپ وہ پہلے آدمی ہیں جنہوں نے مجھے اپنے دوستوں اور رشتہ داروں میں سب سے پہلے مبارک باد کا خط لکھا- اور انہوں نے والد صاحب کو چاولوں کا تحفہ دیا بلکہ کئی سالوں تک جلسہ کے دنوں میں چاولوں کا تحفہ لاتے- یہ پیار

باقی صفحہ ۷ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یادرفتگان

انور ندیم علوی - ایڈووکیٹ

محترم چوہدری عبدالرزاق آف بھریا روڈ

صبح - دوپہر- شام اور پھر پورا دن گزر گیا- پھر دوسرا دن بھی گزر گیا- تیسرے دن شام کے وقت کارخانے میں کام کرنے والی چند اوڈ عورتیں آئیں اور ان میں سے ایک نے کچھ کپڑا خریدا- یہ تین دن میں چھوٹی سی کھوکھانما دکان کی پہلی "بوہنی" تھی دوکاندار کا دل حمد کے جذبات سے بھر گیا کہ چلو شکر ہے ابتدا تو ہوئی- مگر کچھ دیر بعد ہی وہ خریدا ہوا کپڑا واپس دوکان پر آ گیا- ان عورتوں کا اصرار تھا کہ پیسے واپس کئے جائیں- کپڑا انہوں نے دوکان کے اندر پھینک دیا- کپڑا اس طرح واپس لینے میں دوکاندار نے ہچکچاہٹ کی- مگر ان عورتوں نے شور مچانا شروع کر دیا اور اپنے ساتھ کام کرنے والوں مزدوروں کو بھی شامل کر لیا- چنانچہ رقم واپس کر دی گئی اور کپڑا رکھ لیا گیا- مگر اس چھوٹی سی "بوہنی" کی واپسی نے دل کو پگھلا کر رکھ دیا- آنکھوں سے رم جھم آنسو ٹپکنے لگے- گھر آکر اپنے رب کی جناب میں کچھ اس ادا سے گریہ وزاری کی کہ یہ التجا آسمان پر قبولیت کا رنگ اختیار کر گئی-

یہ داستان تھی نوجوان چوہدری عبدالرزاق صاحب آف بھریا روڈ سندھ کے کاروبار کے ابتدا کی- جس نے اپنے عالی قدر امام حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی کی ہدایت پر سندھ میں کاروبار شروع کیا مگر کل سرمایہ صرف ستائیس روپے تھا- اور جب آپ احمدیت پر قربان ہوئے تو آپ کا کاروبار کروڑوں کی سرحد کو چھو رہا تھا- محترم عبدالرحمان صاحب ڈاہری امیر جماعت احمدیہ نواب شاہ ضلع تھے- خاکسار ان کی عاملہ میں جنرل سیکرٹری ضلع تھا- محترم چوہدری عبدالرزاق صاحب بحیثیت صدر جماعت احمدیہ بھریا روڈ رحمٰن آباد میں جماعتی امور میں مشورہ کے لئے تشریف لاتے- بڑے پر وقار اور صائب الرائے- کم بولتے تھے مگر مشورہ ہمیشہ ٹھوس اور جامع دیتے- میں نے جب انہیں دیکھا اس وقت کاروبار کے لحاظ سے آپ کا عروج تھا- مگر طبیعت میں انتہائی سادگی-

۱۹۸۴ء میں پورے ملک خصوصاً اندرون سندھ جماعت احمدیہ کے خلاف ایک تکلیف دہ دور شروع ہوا تو اس وقت امارت ضلع نواب شاہ کی عظیم ذمہ داری مکرم چوہدری عبدالرزاق صاحب کے سپرد ہوئی- مجھے آپ نے اپنی عاملہ میں جنرل سیکرٹری ضلع نامزد کیا- اس قدر پیار اور محبت کا برتاؤ کرتے کہ تعجب ہوتا تھا- چھوٹی چھوٹی باتوں پر ہمت بڑھاتے- تعریف کرتے- بار بار مجھ سے کہا کرتے تھے "آپ عرصہ سے قائد خدام الاحمدیہ ضلع ہیں- محترم عبدالرحمان صاحب کے ساتھ آپ بطور جنرل سیکرٹری ضلع کام کرتے رہے ہیں آپ کو کام کا بہت تجربہ' سلیقہ اور ڈھنگ ہے-" مجھے اپنی کمزوری اور نااہلی کا پورا احساس تھا اور میں جانتا تھا کہ یہ سب حضرت امام جماعت احمدیہ کی دعاؤں اور محترم امیر صاحب کی لگن و اخلاص کا نتیجہ ہے- محترم چوہدری صاحب کی عظمت کی یہ دلیل ہے کہ وہ میری ہمت بڑھانے کے لئے اچھے کاموں کو سارا کریڈٹ میرے کھاتے میں ڈال دیتے تھے- خاکسار نے مشورہ دیا کہ صرف ایک جگہ (رحمٰن آباد) دوستوں کو بلا کر مشورہ کی بجائے ضلع میں مختلف مقامات پر دوستوں سے ملاقات کی جائے- اس مشورہ کو پسند کرتے ہوئے منظور فرمایا- اس سلسلہ میں دور دراز کی جماعتوں کے ساتھ رابطہ کے لئے بہت دفعہ ان کے ساتھ دورہ جات پر جانے کا اتفاق ہوا- ایک دفعہ جب حالات بہت ہی خراب تھے- خصوصاً دریائے سندھ کے ساتھ ساتھ کچے کے علاقے میں جانا خطرے سے خالی نہ تھا' ہم ایک دور دراز کی جماعت ماہی جوبھان (کمال ڈیرو) گئے جو بالکل ہی دریا کے کنارے پر واقع ہے- راستہ میں ہمیں مسلح افراد نے روکا اور پوچھا کس کی گاڑی ہے؟ میں نے جواب دیا "سیٹھ عبدالرزاق بھریا روڈ والے کی" (بھریا روڈ میں آپ کی آڑھت کی دوکان بھی تھی اور کاٹن جننگ فیکٹری بھی اس لئے آپ کو سیٹھ کہا جاتا ہے) چند سیکنڈ انہوں نے آپس میں کوئی بات کی اور پھر ہمیں جانے کی اجازت دے دی- میں نے کنکھیوں سے دیکھا چوہدری صاحب آرام کے ساتھ اپنے رب کی حمد میں مصروف ہیں اور چہرے پر کسی قسم کی کوئی گھبراہٹ نہ تھی-

چوہدری عبدالرزاق بڑے عبادت گزار اور دعاگو انسان تھے- خدا تعالیٰ کی دی ہوئی نعمتوں کو اس کی راہ میں فراخ دلی سے خرچ کرتے- بیوت الحمد کی تعمیر میں ہمیشہ آپ کا حصہ وافر ہوتا تھا- اپنے احباب کے علاوہ دوسرے دوستوں کی امداد بھی کرتے- ان کی بیوت الحمد کے لئے پنکھے یا دوسری ضروریات کی مد میں امداد مہیا کرتے- امداد اس طرح کرتے کہ کسی کی عزت نفس مجروح نہ ہو- نمود و نمائش کے خلاف تھے- جیسا کہ میں نے مضمون کے شروع میں ذکر کیا ہے' آپ نے بہت ہی قلیل سرمائے سے کاروبار شروع کیا- خوب محنت کی- دعا کی اور خوب خوب ان نعماء کو سلسلہ کے کاموں کے لئے استعمال کیا-

چوہدری عبدالحمید صاحب صدر جماعت احمدیہ محراب پور احمدیت پر قربان ہوئے تو آپ نے تمام انتظامات خود اپنی نگرانی میں سرانجام دیئے اس کے بعد سکھر میں توپے در پے واقعات ہوئے شروع ہو گئے- مجھے ذاتی طور پر پتہ ہے کہ سکھر کے حالات اور انتظامات کے سلسلہ میں مکرم چوہدری عبدالرزاق صاحب نے ہزاروں روپے اپنی ذاتی جیب سے خرچ کئے- صرف یادداشت کے لئے اخراجات کا حساب بعض اوقات خود نوٹ کر لیتے یا مجھے ارشاد کرتے تو میں نوٹ کر لیا کرتا تھا- سکھر سے میں اور میرے ساتھی مکرم محمد اشفاق صاحب نائب قائد خدام الاحمدیہ ضلع نواب شاہ مکرم چوہدری صاحب کے ساتھ واپس آرہے تھے- سکھر میں انتظامات کے سلسلہ میں ہمیں کافی دیر ہو گئی تھی- راستے میں جماعتی انتظامات' شعبہ عمومی اور بیوت الحمد کی حفاظت اور انتظامات کے سلسلہ میں بڑی دور رس ہدایات دیں اور نصیحتیں کیں- میں اور

باقی صفحہ ۷ پر

ڈاکٹر فہمیدہ منیر

معاشرہ میں عورت کا کردار

ڈاکٹر فہمیدہ منیر اپنے پمفلٹ "آج کے معاشرہ میں عورت کا کردار" کے متعلق مزید کہتی ہیں:-

اور پھر میری مخاطب بہو ہے- بہو- تم نے کل کی ساس بننا ہے- اگر آج تم بوڑھی سوچوں پر کچوکے لگاؤ گی- ساس کو خون کے آنسو رلاؤ گی- اس کا ادب اس کا احساس نہیں کرو گی- تو یاد رکھو کہ زمانہ ایک خالی کمرے کی طرح ہے- آج کی آواز چند سالوں بعد لوٹ کر تمہارے پاس آئے گی- اور تم تک آتے آتے کئی گنا تیز ہو جائے گی- ڈراؤنی ہو جائے گی- یاد رکھو اگر آج تم اچھی بہو نہیں ہو تو کل کبھی بھی اچھی ساس نہ بنو گی- زمانہ سود خور ہے- ہر چیز اضافے کے ساتھ تم کو واپس پہنچائے گا- بات صرف سمجھنے کی ہے- اپنی اچھی خوبیاں زمانے کو دے دو- سود کے ساتھ تمہاری اولاد کو واپس ملیں گی- برائی دو گی- برائی ملے گی-

پھر میری مخاطب بیوی ہے- بیوی یا دلہن- پہلے دن کی دلہن دو خاندانوں (یعنی میکے اور سسرال) کے درمیان خواہ وہ رشتہ دار ہوں یا اجنبی ایک پل کا کام دیتی ہے- ایک سفیر ہے- پل ٹوٹ جاتے ہیں تو رابطہ ختم ہو جاتا ہے- پل مضبوط ہو تو اس سے فائدہ اٹھا کر میل جول اور رابطے بڑھ جاتے ہیں- سفیر اچھا ہو تو تعلقات پختہ ہو جاتے ہیں اور سودمند ہو جاتے ہیں- آپ کون سا "پل بننا پسند کریں گی- مضبوط' خوبصورت' اور اٹل یا کمزور' بدصورت' اور ہل جل والا جس پر پیر رکھتے ہی روح کانپنے لگے- جی ہاں- یہ آپ کے ہاتھ میں ہے- تھوڑا بہت- کیونکہ رشتہ قائم ہونے تک پل تعمیر تو ہو جاتا ہے- خواہ رسیوں ہی کا ہو- یہ پل وہ ہے جسے آپ کا کردار وقت کے ساتھ مضبوط یا کمزور بنانے پر قادر ہے- جس طرح ایک اچھا سپاہی چوک پر ٹریفک کو کنٹرول کرتا ہے- وہی آپ کو کرنا ہے- شروع شروع میں ٹریفک کا سپاہی دیکھ کر بے روک ٹوک گذرنے والوں کا ماتھا ٹھنکے گا- وہ چوں میاؤں کریں گے- لیکن آپ اگر ہارن کی آواز' ہجوم' اور جمگھٹے کو دیکھ کر کانوں پر ہاتھ رکھ لیں یا لائٹوں کی چکاچوند سے گھبرا کر آنکھیں بند کریں گی تو ایکسیڈنٹ لازمی ہے- جس میں آپ کی اپنی ذات کو چوٹ لگنا ایک اٹل امر ہے- یہ ڈیوٹی خدا نے آپ کو سونپی ہے- اور پھر انسانوں نے آپ پر بھروسہ کر کے آپ کو ایک چوراہے یا ایک پل پر کھڑا کیا ہے- تو شروع میں گھبراہٹ تو ایک لازمی امر ہے- لیکن اگر آپ تھوڑا سا انتظامی شعور رکھتی ہیں- تھوڑی سی بہادر ہیں- تھوڑی سی صابر ہیں' عقلمند ہیں تو سب لوگ آپ کے اشاروں پر چلیں گے- اپنی اپنی گاڑی ہر ایک کو بچا کر لے جانا ہے- بے ربطی میں' بدنظمی میں' سب کو نقصان ہوتا ہے- ٹوٹ پھوٹ ہوتی ہے اگر کوئی رشتہ بن کر ٹوٹتا ہے تو نقصان سب کو ہوتا ہے- ایک کھڑکی یا دروازہ بے موسم بند کرنا یا کھولنا پڑ جائے تو نقصان کا اندیشہ ہوتا ہے- رشتہ تو پھر رشتہ ہے- ایک بچہ آپ کے پاس دھاگا لائے' گرہ لگا دیں' آپ لگائیں اور بچہ ذرا سا زور لگا کر گرہ کھول دے تو آپ خجل ہو جاتی ہیں- تو یہ بندھن میاں بیوی کا بندھن جسے آپ نے خدا کے کہنے سے باندھا ہے- جس پر آپ نے ماں باپ کی جدائی برداشت کی- اسے کیوں کر ٹوٹ جانے دیتی ہیں- آپ کے پاس خدا کے ساتھ ساتھ اب تو ناخدا کا سہارا بھی ہے- پھر کیوں بے صبری دکھاتی ہیں- اپنے پاؤں مضبوط رکھیں اپنا کردار مضبوط رکھیں تنہا عورت دنیا میں اس طرح ہوتی ہے- جیسے کسی نے تختے پر باندھ کر طوفان میں دھکیل دیا ہو- اور پھر کہا ہو کہ دیکھو پانی کی چھینٹ نہ پڑے- اپنا دامن بچائے رکھنا- اور جب آپ کی شادی ہو جاتی ہے تو گویا طوفان میں آپ کو کشتی مل جاتی ہے- بمع ملاح کے اور چپوؤں کے- اور شرط پھر بھی یہی ہے کہ دامن بچائے رکھنا- دامن تر نہ ہو- پھر بتائیں آپ کس طرح اپنے آپ کو مظلوم ثابت کر سکتی ہیں- اگر بیٹی کے روپ میں آپ کا دامن تر نہ تھا تو اب تو آپ مضبوط سہاروں کے درمیان ہوتی ہیں- خدا کے احکام پورے کرنے والی ہوتی ہیں- پھر کیوں گھبراتی ہیں- تحفظ آپ کو ملا- مقام آپ کو ملا- عزت آپ کو ملی- رشتہ آپ کو دیا گیا- بہو کا- بیوی کا- یعنی آپ کے اعزاز میں اضافہ ہوا- پھر کمزوری کیوں دکھاتی ہیں-

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بین المملکتی حالات - واقعات - شخصیات

اسرائیل امن کے مواقع ضائع کر رہا ہے

اسرائیل میں ۱۹۹۶ء کے عام انتخابات کی مہم ابھی سے شروع ہو گئی ہے۔ مشرق وسطیٰ میں جاری امن کے عمل کے لئے یہ ایک بری خبری ہے۔ کیونکہ امن کے مراحل کو کامیابی سے طے کرنے کے لئے جرات مندانہ اقدامات کی ضرورت ہے محض مقبولیت حاصل کرنے کے نعروں کی نہیں۔ فلسطینیوں سے ۱۹۹۳ء میں جو اوسلو معاہدہ ہوا تھا اس کے تحت طے پایا تھا کہ اسرائیل مغربی کنارے سے اپنی فوجیں واپس بلا لے گا۔ اس کے علاوہ شام کے ساتھ امن کے معاہدے کا انحصار اس بات پر ہے کہ اسرائیل گولان سے اپنی فوجیں واپس بلا لے۔ عام انتخابات میں اب حکمران لیبر پارٹی کو ان معاملوں میں جرات مندانہ قدم اٹھانا مشکل ہو گا کیونکہ اپوزیشن مسلسل یہ پراپیگنڈہ کر رہی ہے کہ ۱۹۶۷ء کی جنگ میں فتح کئے گئے علاقے واپس کر کے اسرائیل کی سلامتی کو خطرے میں ڈالا جا رہا ہے۔

بہت سی ناکامیوں کے لئے اسرائیل کے وزیراعظم یاتزک رابین ہی قصوروار قرار دیئے جائیں گے۔ کیونکہ جس روز اوسلو معاہدہ ۱۹۹۳ء پر دستخط ہوئے اسی روز یہ طے پا گیا تھا کہ مسٹر رابین کا مستقبل اس معاہدے پر عمل درآمد پر منحصر ہے۔ اس کے باوجود مسٹر رابین نے کبھی اس معاہدے پر دل سے عمل کرنے کا عندیہ نہیں دیا۔ جب ایک اسرائیلی یہودی نے گذشتہ سال ہیبرون میں مسجد الخلیل میں فائرنگ کر کے ۲۹ فلسطینیوں کو شہید کیا تھا اس دن سے ہی یہ معاہدہ خطرے میں پڑ گیا تھا۔ فلسطینیوں کو یہ احساس ہونے لگا کہ اوسلو معاہدے سے ان کے ہاتھ باندھ دیئے گئے ہیں اور اسرائیل نے یہ تاثر دیا کہ اب وہ پہلے سے بڑھ کر حملوں پر دلیری کر سکتا ہے۔

اب بھی حکمران لیبر پارٹی کے پاس کچھ وقت ہے لیکن زیادہ نہیں۔ وزیر خارجہ مسٹر شمعون پیریز جو وزیراعظم رابین کے حکومت میں حلیف ہیں اور مسٹر رابین کی بہت سی پالیسوں کے برابر کے حصہ دار ہیں۔ انہوں نے صاف کہہ دیا ہے کہ اگر اس سال شام کے ساتھ معاہدہ نہ ہوا تو پھر کبھی نہ ہو سکے گا۔ شامی بھی فلسطینیوں کی طرح یہی کہتے ہیں کہ وہ جس طرح رابین سے بات کر سکتے ہیں اسی طرح وہ اپوزیشن لیکوڈ پارٹی سے بھی بات کر کے خوشی محسوس کریں گے۔ لیکن یہ کہنا مشکل ہے کہ وہ واقعی یہ بات صدق دل سے کہہ رہے ہیں۔ لیکوڈ پارٹی کی سربراہی میں جو مخلوط حکومت بنے گی وہ کسی بھی جگہ سے فوجوں کی واپسی کی مخالف ہو گی۔

لیکوڈ پارٹی کے لیڈر بنجامن نتانیاہو کے پاس امن کے عمل کو آگے بڑھانے کا کوئی قطعی فارمولا نہیں ہے۔ اس کے باوجود فلسطینیوں اور عربوں میں لمبی چوڑی امیدیں باندھی جا رہی ہیں۔ اگر ان کو مایوسی ہوئی تو جو سیاسی خلا پیدا ہو گا وہ یقینی طور پر خودکشی پر آمادہ بم برسانے والے گروہوں اور انتہا پسند یہودی آبادکاروں کے ذریعے پورا کیا جائے گا۔

شاید مسٹر رابین کو بھی اب بہت دیر ہو گئی ہے۔ وہ مغربی کنارے اور غزہ سے سب سے زیادہ تشدد دیہودی آبادکاروں کو ہٹانے میں ناکام ہو گئے ہیں۔ حالانکہ ان کے پاس ایسا کر گذرنے کی صلاحیت موجود تھی۔ اور اب الیکشن کے سال میں ان کو ان کی جگہوں سے نکال پھینکنا تو قریباً قریباً ناممکن ہو چکا ہے۔

غزہ اور مغربی کنارے سے اسرائیلی فوجوں کی واپسی کا عمل بڑا محدود سا اثر پیدا کرتا۔ کیونکہ اس جگہ پر درحقیقت نہ تو اس وقت اسرائیل کا صحیح کنٹرول ہے اور نہ فلسطینیوں کا۔

اس بات میں کوئی حیرانگی نہیں ہونی چاہئے کہ مسٹر رابین اور مسٹر پیریز اس پر متفق ہیں کہ شام کو رعایتیں دینے سے اور امن سمجھوتہ کرنے سے وہ اپنے انتخابات کے دوران زیادہ حمایت حاصل کر سکتے ہیں۔ لیکن اس معاملے میں مصر کے صدر اسد کے ہاتھوں میں کھیل رہے ہیں۔ اسرائیلیوں کے ذہن میں ابھی تک کیمپ ڈیوڈ سمجھوتہ ہے جس کے تحت اسرائیلی سینائے کا علاقہ خالی کرنا نہ چاہتے تھے لیکن امن سمجھوتے کے بدلے میں انہوں نے فوجیں واپس بلانے کی بات مان لی۔ لیکن یہ بات ماننی مشکل ہے کہ صدر اسد، صدر انور سادات مرحوم کے نقش قدم پر چل سکتے ہیں۔

لیبر پارٹی کو یاد رکھنا چاہئے کہ امن سمجھوتے پر ہی ان کے مستقبل کی سیاسی حیثیت کا انحصار ہے۔

○

صدر فاروق لغاری / علماء

صدر سردار فاروق احمد لغاری نے علماء سے کہا ہے کہ وہ آگے بڑھ کر ناخواندگی کو معاشرے سے ختم کرنے کے لئے حکومت کی کوششوں میں مددگار ثابت ہوں۔ آپ علماء، وکلاء، عورتوں، تاجروں اور علمائے دین کے گروہوں سے خطاب کر رہے تھے۔ انہوں نے کہا کہ علماء خاصی مدد کر سکتے ہیں۔ اسلام کا ذکر کرتے ہوئے انہوں نے ڈش انٹینا کے متعلق اس خطرے کا اظہار کیا کہ یہ ہمارے لئے خطرناک ہے کیونکہ اس کے ذریعے خلاف اسلام پروگرام نشر کئے جا رہے ہیں انہوں نے کہا کہ عالمی ذرائع ابلاغ منفی کردار ادا کر رہے ہیں۔ اور اس طرح اسلام کو متعدد مسائل پیش ہیں۔ علماء پر آپ نے زور دیا کہ وہ معاشرے کی مختلف برائیوں کو دور کرنے پر توجہ دیں بجائے اس کے کہ وہ چھوٹے چھوٹے فرقہ وارانہ مسائل پر اپنا وقت صرف کرتے رہیں۔ انہوں نے حکومت کی طرف سے اس یقین دہانی کا بھی اعلان کیا کہ فرقہ واریت کو ختم کرنا وہ اپنا فرض سمجھتی ہے اور اس سلسلے میں عوام الناس سے مدد کی طلب گار ہے۔ جہاں تک توہین رسالت کے قانون کا سوال ہے صدر لغاری نے کہا کہ اس کے متعلق کوئی فیصلہ کرنے سے قبل لوگوں سے مشورہ کیا جائے گا۔ انہوں نے نوجوانوں کی توجہ اس بات کی طرف مبذول کروائی کہ انہیں ٹیکنیکل تعلیم حاصل کرنی چاہئے۔ خاص طور پر کمپیوٹر کی تعلیم۔ دور دراز کے علاقوں کے متعلق انہوں نے کہا کہ ہم ان کی ترقی اور دوسرے علاقوں کے برابر لانے کی کوشش کر رہے ہیں۔

○

قومی یک جہتی

گذشتہ اتوار کے روز وزیراعظم محترمہ بے نظیر بھٹو نے کہا کہ ملک بھر میں سیاسی یک جہتی پائی جاتی ہے لیکن جہاں تک قومی مردم شماری کا تعلق ہے وہ اسی وقت عمل میں لائی جائے گی جب چاروں صوبوں کو اس بات پر اتفاق ہو جائے گا، صحافیوں سے گفتگو کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ چونکہ چاروں صوبوں کے وزرائے اعلیٰ میں یکجہتی پائی جاتی ہے۔ تین صوبوں کے وزرائے اعلیٰ کی ان کے ساتھ ہمدردیاں ہیں جبکہ چوتھے صوبے کے وزیر اعلیٰ تعمیری کام کر رہے ہیں۔ اگرچہ وہ ہماری پارٹی سے تعلق نہیں رکھتے۔ جہاں تک قومی یک جہتی کا سوال ہے اکے متعلق مختلف لوگوں کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اسے مختلف زاویوں سے دیکھیں۔ انہوں نے کہا کہ خانہ شماری تو ہو چکی ہے۔ دوسرا قدم اس وقت اٹھایا جائے گا جب ترجیحات قائم کر لی جائیں گی۔ لیکن انہوں نے کہا کہ یہ بات یاد رکھنے والی ہے کہ اب مردم شماری کو سیاست سے بالکل الگ کر دیا گیا ہے۔ اور حقیقت یہ ہے کہ جب تک سیاست سے مردم شماری کو الگ نہ رکھا جائے لوگ نتائج سے کبھی مطمئن نہیں ہو سکتے۔ مردم شماری سول حکومتیں کریں گی اور اس بات کا کوئی امکان نہیں کہ اس موقعہ پر فوج کو بلایا جائے۔ سوائے اس کے کہ اس کی شدید ضرورت پڑے۔ انہوں نے کہا کہ فوج کی اپنی ذمہ داریاں ہیں اور ان پر زائد بوجھ ڈالنے کی کوئی وجہ نہیں۔ ہم ہمیشہ یہ کوشش کرتے ہیں کہ فوج پر زائد بوجھ نہ ڈالا جائے۔ ملک کی بڑھتی ہوئی آبادی کے متعلق ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے محترمہ بے نظیر بھٹو نے کہا کہ ہمیں حقیقی خطرے کی طرف توجہ دینی چاہئے اور اس کا موثر علاج کرنا چاہئے۔ آپ نے کہا کہ اس سلسلے میں اخبارات کو چاہئے کہ لوگوں کی آگاہی کے لئے ضمیمے شائع کریں۔

اس میں کیا شک ہے کہ ہر وہ بات جو لوگوں تک پہنچانی مقصود ہو اسے زیادہ بہتر طریق پر اور اس کے مستقل نتائج کے حصول کے لئے اخبارات کو ہی استعمال کیا جانا چاہئے۔ لکھا ہو الفظ آج بھی کار آمد ہے اور کل بھی اس کا حوالہ دیا جا سکتا ہے۔ اگرچہ ریڈیو اور ٹی وی بھی اس سلسلے میں خاصے ممد ہو سکتے ہیں۔ لیکن لکھے ہوئے لفظ کی اہمیت اپنی جگہ پر ہے اور ہر وہ بات جو عوام الناس تک پہنچائی جانی ضروری ہے اسے اخبارات ہی کے ذریعے صحیح طور پر پہنچایا جا سکتا ہے۔

فضل عمر ہسپتال کے اعلانات

۱۔ امداد مریضان "فضل عمر ہسپتال سے غریب اور نادار مریض اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ طبی سہولتوں سے بکثرت استفادہ کر رہے ہیں ان مریضوں کو مفت ادویات کے علاوہ لیبارٹری، ایکسرے اور ای سی جی کی سہولیات کے ساتھ اپریشنز کی سہولت بھی مہیا کی جاتی ہے ان پر اٹھنے والے کثیر اخراجات کو صدر انجمن کے علاوہ احباب جماعت کے عطیات سے پورا کیا جاتا ہے۔"

۲۔ توسیع و ڈویلپمنٹ "ہسپتال ہذا میں توسیع اور ڈویلپمنٹ کے بہت سے کام جاری ہیں اب نئے شعبہ ریڈیالوجی کی تعمیر شروع ہے عمارت کی تکمیل، مشینری اور آلات کے لئے کثیر اخراجات ہوں گے اخراجات کو صدر انجمن احمدیہ کے علاوہ احباب جماعت کے عطیات سے پورا کیا جاتا ہے۔"

لہٰذا مخیر حضرات کی خدمت میں درخواست ہے کہ اس کار خیر میں حصہ لے کر محدود وسائل والے مریضوں کی مدد کر کے نیز توسیع اور ڈویلپمنٹ کے لئے امانت ڈویلپمنٹ میں عطیات بھجوا کر اللہ کی رضا حاصل کریں۔

ایڈمنسٹریٹر فضل عمر ہسپتال ربوہ

عطیۂ خون
خدمت بھی
عبادت بھی
(ایڈیشنل ناظم خدمت خلق۔ ربوہ)

خلافت لائبریری ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بقیہ صفحہ ۵

مکرم محمد اشفاق صاحب ان باتوں کو ذہن میں محفوظ کرتے جا رہے تھے- تقریباً تین گھنٹے کے راستے میں زیادہ حصہ جماعتی امور اور انتظامات سے متعلق تھا- بھرپور قسم کی یہ ان سے آخری ملاقات تھی- اس ملاقات میں جو باتیں چوہدری صاحب نے آئندہ کے حالات سے 'تعلق کیں' وہ حیرت انگیز طور پر آنے والے دنوں میں درست ثابت ہوئیں- یہ بات انہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کردہ فراست کی دلیل تھی-

مکرم عبدالرحمان صاحب ڈاہری ایک لمبا عرصہ امیر جماعت ہائے احمدیہ ضلع نواب شاہ رہے- ان کے دور میں بڑے بڑے اجتماعات ہوتے رہے- اندرون سندھ جماعت احمدیہ کی تقریبات کے لئے رحمٰن آباد ضلع نواب شاہ ایک نہایت موزوں سینٹر تھا- مکرم عبدالرحمٰن صاحب کے ذاتی اثر و رسوخ اور دبدبہ کی وجہ سے نواب شاہ کو پورے سندھ میں ایک ممتاز مقام حاصل تھا- محترم عبدالرحمان صاحب ڈاہری کے بعد جب امارت ضلع کی عظیم ذمہ داری چوہدری عبدالرزاق صاحب پر پڑی تو آپ نے بڑے تھوڑے ہی عرصہ میں اپنے جذبہ' لگن اور دعا و خلوص سے اس خلا کو پر کر دیا جو بظاہر مکرم عبدالرحمان صاحب کی خرابی صحت کی بناء پر پیدا ہوتا محسوس ہو رہا تھا- آپ کی شبینہ دعاؤں- ذاتی رابطے اور ہر ایک فرد کے دکھ درد میں شریک ہونے کی عادت نے آپ کو مکرم عبدالرحمان صاحب کا اچھا نعم البدل ثابت کر دیا- شاید قدرت کی طرف سے آپ کو کم وقت ملنا تھا اس لئے آپ نے بہت جلد جلد کاموں کو نپٹایا--

صبح نو بجے کے قریب نواب شاہ فون آیا کہ چودھری عبدالرزاق پر بھریا روڈ میں قاتلانہ حملہ کیا گیا ہے اور شدید زخمی ہیں- پھر تھوڑی ہی دیر بعد فون آگیا کہ چوہدری صاحب احمدیت پر قربان ہو گئے ہیں- کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا تھا- جلد از جلد بھریا روڈ کے لئے روانہ ہوئے- بھریا روڈ میں اپنا ایک ہی گھر تھا- نواب شاہ سے بھی ابھی کم دوست پہنچ پائے تھے- اپنوں سے زیادہ دوسرے احباب دھاڑیں مار مار کر رو رہے تھے- ہر آنسو اس بے لوث' دعاگو' شفیق اور بلا امتیاز ہر ایک کی خدمت کرنے والے چوہدری عبدالرزاق کو خراج عقیدت پیش کر رہا تھا- جماعتی معاملات کے علاوہ بھی ذاتی طور پر چوہدری صاحب کے مجھ پر بہت احسانات ہیں- دل کی گہرائیوں سے ان کے لئے دعائیں نکلتی ہیں- مولا کریم اپنے فضل سے آپ کے درجات بلند کرے- آپ کے جسد خاکی کو بھریا روڈ سے ربوہ لے جانے والے وفد میں جماعت احمدیہ نواب شاہ کی نمائندگی کی سعادت میرے حصہ میں آئی- آپ کے بعد کاروبار کو آپ کے بیٹے چوہدری ناصر احمد صاحب نے سنبھالا مگر چند سال بعد چوہدری ناصر احمد صاحب کا بھی جواں عمری میں ہارٹ اٹیک کی وجہ سے انتقال ہو گیا- (مولا کریم آپ کی مغفرت کرے)- ان سب حالات کی وجہ سے یہ مخلص خاندان احباب کی خاص دعاؤں کا مستحق ہے-

بقیہ صفحہ ۴

اور ہمدردی کا جذبہ ایک بے لوث محبت صرف حضرت بانی سلسلہ کی جماعت میں نظر آتا ہے-

والد صاحب بہت دعاگو تھے اور سچی خوابیں بھی دیکھتے اور جب کوئی دعا کی درخواست کرتا تو والد صاحب بڑے انہماک اور عجز کے ساتھ دعا کرتے- نثار احمد فاروقی جماعت کے ایک معزز ممبر تھے ان کے ہاں نرینہ اولاد نہ تھی- نثار فاروقی کے والد حضرت رمضان علی صاحب ضعیف تھے اور اکثر بیمار رہتے تھے- جب بھی حضرت رمضان علی اور نثار فاروقی والد صاحب کو دعا کا بولتے تو میرے والد صاحب فرماتے کہ آپ رمضان علی صاحب پوتا دیکھے بغیر نہیں وفات پائیں گے- چنانچہ اللہ تعالیٰ نے بیٹے عطا کئے- اور دعا قبول ہوئی- انوار احمد اور مبشر احمد یہ دونوں لاس انجلیس میں مقیم ہیں- انوار احمد سمعی و بصری شعبہ کے سیکرٹری ہیں اور جماعت کے خدمت گذار ممبر ہیں-

فارغ اوقات- چلتے پھرتے سائیکل سواری کرتے ہر وقت ذکر الٰہی اور استغفار کا ورد کرتے رہتے اور ہم کو یہی تلقین کرتے تھے- اونچی آواز میں پڑھتے تاکہ ساتھ چلنے والے بھی ذکر الٰہی میں شامل ہوں اور اس طرف لگن بھی رہے-

حضرت مولوی شیر علی صاحب رفیق حضرت بانی سلسلہ کے بارہ میں فرمایا کرتے تھے کہ وہ ہمیشہ سلام کہنے میں پہل کرتے تھے ان کی صحبت صالحین کا یہ اثر تھا کہ والد صاحب بھی ہمیشہ پہلے اور ساتھ چلنے والے کو بلا تمیز سلام بلند آواز میں کہتے- کبھی سننے والا جواب دیتا کبھی نہ دیتا- جب میں چھوٹی عمر کا تھا تو کبھی پوچھتا کہ یہ آدمی جس کو آپ نے سلام کیا کون ہے فرماتے کہ میری جان پہچان کا نہیں اگر کوئی سلام کا جواب نہ بھی دے تو اللہ تعالیٰ کے فرشتے جواب دیں گے-

میرے والد صاحب سکول ٹیچر تھے- دنیوی لحاظ سے غریب تھے مگر دل کے سخی اور حلیم تھے- تنخواہ ملتے ہی فوراً چندہ حصہ وصیت اور دیگر ضروری چندہ ادا کرتے- اللہ تعالیٰ نے ان کی دعاؤں اور بزرگوں کی دعاؤں کی برکت سے ہم سب بہن بھائیوں پر بہت فضل و احسان فرمایا اللہ تعالیٰ نے خاکسار کو ڈاکٹری کی تعلیم مکمل کرنے کے بعد برطانیہ سے سرجری کی اعلیٰ ڈگری F.R.C.S کرنے کی توفیق عطا فرمائی پھر امریکہ میں ہڈیوں کی سرجری کی تعلیم کی توفیق بھی اور اس وقت لاس انجلیس امریکہ میں بطور آرتھوپیڈک سرجن کام کرتا ہوں- اور اس وقت لاس انجلیس جماعت احمدیہ کا صدر ہوں اور جماعت احمدیہ امریکہ کا ٹرسٹی- اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ میری مدد فرمائے اور جماعتی کاموں کو اعلیٰ طریق سے کرنے کی توفیق دے آمین-

خاکسار کا چھوٹا بھائی حبیب الرحمٰن پشاور یونیورسٹی سے الیکٹریکل انجینئر بنا اور عمر ۲۷ سال عین جوانی میں اچانک ہم سے جدا ہو گیا- اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی ہیں- بلانے والا ہے سب سے پیارا- اسی پہ اے دل تو جاں فدا کر- پیارا بھائی حبیب والد صاحب کو بہت ہی پیارا تھا تقریباً اباجان وفات کے ۵ سال بعد اپنے پیچھے غمزدہ بیوی فرح حبیب اور ۲ پیاری معصوم بیٹیاں رضوانہ اور سعدیہ اور بہت سے پیار کرنے والے دوست اور بہن بھائی چھوڑ کر ہم سے جدا ہو گیا اللہ تعالیٰ اس کو اپنی رحمت کے سایہ میں جگہ دے اور درجات بلند کرے آمین-

خاکسار کی شادی ۱۹۷۵ء میں لنڈن بیت کے ہال میں عزیزہ بیگم دختر ڈاکٹر عبدالسلام نوبل انعام یافتہ کے ساتھ ہوئی اور حضرت چوہدری ظفر اللہ خان صاحب از راہ شفقت شامل ہوئے اور دعا فرمائی- چند دنوں کے بعد محترمی والد صاحب نے پشاور میں تمام دوستوں اور جماعت احمدیہ پشاور کو ولیمہ کی دعوت دی- اللہ تعالیٰ نے خاکسار کو ۳ بیٹے اور ایک بیٹی عطا کی ہے- بڑا بیٹا فیض عمر ۱۷ سال سیف ۱۳ سال عائشہ صباح النور عمر ۸ سال اور عظیم الرحمٰن عمر ۹ ماہ ہیں-

خاکسار نے اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کی کہ اے مولا خاکسار اپنے پیارے امام کی ہر تحریک میں شامل ہوتا ہے- اس تحریک وقف نو میں بھی کسی طرح شامل ہو جاؤں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل رحم سے عظیم الرحمٰن عطا فرمایا جس کو وقف نو کی مبارک تحریک میں شامل کیا اور حضرت صاحب کی خدمت میں پیش کیا دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ عظیم کو ایک عظیم مربی سلسلہ بنائے آمین-

میری والدہ محترمہ کی وفات ۱۹۶۲ء میں ہوئی- اباجان کی دوسری شادی سے ایک بھائی ضیاء الرحمٰن اور ۲ بہنیں فوزیہ اور شازیہ بیگم دونوں بفضل خدا شادی شدہ ہیں- ضیاء پشاور چراٹ سیمنٹ مل میں کام کرتا ہے-

میرے والد صاحب ہم کو ہمیشہ احکام دین کی پابندی خاص کر (عبادات) کی پابندی کی تلقین کرتے اور (کلام الٰہی) ہم سب کو پڑھایا- اور اکثر حضرت بانی سلسلہ کے یہ دعائیہ شعر پڑھتے

اہل وقار ہوویں فخر دیار ہوویں
حق پر نثار ہوویں مولیٰ کے یار ہوویں

ایک نصیحت جو اپنے امریکہ کے قیام کے دوران لکھ گئے وہ یہ ہے "عزیزان- احمدیت خدا کی عظیم نعمتوں میں سے اعلیٰ نعمت ہے (امامت) سے وابستہ رہیں- ہر احمدی مرد و زن کی عزت اور اکرام کو فرض جانیں- پنجوقتہ عبادات کی پابندی کریں اور (عبادت) میں خداوند کریم سے ہر چیز مانگیں- اپنے ماں باپ اور رشتہ داروں سے حسن سلوک کریں- آمین-"

اے میرے پیارے خدا تو میرے ماں باپ پر رحمت کر انہوں نے نہ ختم ہونے والے دعاؤں کے خزائن ہمارے لئے چھوڑے اور احمدیت کی اعلیٰ نعمت سے پیار سکھلایا- ان کے درجات بلند کر اور جنت کی ٹھنڈی ہوائیں ان کے ساتھ ہوں اور ہم کو ان کے نقش قدم پر چلا آمین-

جو بادہ کش تھے پرانے وہ اٹھتے جاتے ہیں
کہیں سے آبِ بقائے دوام لا ساقی

بقیہ صفحہ ۳

ان کے سامنے کھڑا ہے اور ان سے کہہ رہا ہے کہ بے حیاء میں ہوں یا تم- میں جس انسان کے دروازے پر بیٹھا ہوں اسے میں نے کبھی نہیں چھوڑا خواہ فاقوں پر فاقے کیوں نہ آئیں مگر تم محض خدا کے لئے جنگل میں جا بیٹھے تھے- لیکن چند فاقے ہی آئے تھے کہ شہر کی طرف اٹھ بھاگے- اس نے اتنا کہا اور کشفی حالت جاتی رہی- انہوں نے تیسری روٹی اور باقی سالن بھی کتے کے آگے ڈال دیا اور خود خالی ہاتھ جنگل کی طرف چل پڑے- وہاں پہنچے ہی تھے کہ تھوڑی دیر میں ان کے دوست اور کئی دوسرے لوگ کھانا لئے ہوئے آ پہنچے- اور ان سے معذرت کرنے لگے کہ پچھلے چند دنوں میں وہ اس خدمت سے محروم رہے- ان بزرگ نے کہا اس میں تمہارا کوئی قصور نہیں- یہ خدا تعالیٰ کی طرف سے میرا امتحان لیا گیا تھا- اب اس قصے کو مکہ کے لوگوں کے حالات سے مقابلہ کر کے دیکھو- وہ لوگ مشرک تھے لیکن ان میں محمد ﷺ کی امت بننے کی قابلیت خدا تعالیٰ پیدا کر رہا تھا- یہ کتنی بڑی قربانی ہے کہ وہ مکہ سے کچھ فاصلے پر اپنے خیمے لگا لیتے اور اپنی بیوی بچوں سمیت وہیں بھوک سے تڑپ تڑپ کر مر جاتے- مگر مکہ کو نہ چھوڑتے تھے- اور نہ دوسرے لوگوں سے سوال کرتے- اس سے ایک طرف تو ان کے اس جوش کا پتہ لگتا ہے کہ جو ان کے دلوں میں خانہ کعبہ کی خدمت کے متعلق تھا- اور دوسری طرف ان کی قناعت کا بھی اظہار ہوتا ہے کہ وہ لوگوں پر بار نہیں بنتے تھے- کسی سے کچھ مانگتے نہیں تھے- الگ تھلگ ایک خیمہ میں پڑے رہتے اور وہیں سب کے سب مر جاتے-

پتہ درکار ہے

○ مکرمہ غلام فاطمہ صاحبہ وصیت نمبر ۷۸۸۹ اہلیہ شیخ عبدالمجید صاحب نے کراچی سے ۴۵ء میں وصیت کی تھی- اور مستقل ایڈریس موضع دھرم کوٹ بگہ ضلع گورداسپور تھا- اگر وہ خود پڑھیں یا کسی دوست کو ان کے بارہ میں علم ہو تو دفتر وصیت کو مطلع فرماویں-

(سیکرٹری مجلس کارپرداز- ربوہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خبریں

ربوہ : 15- جون-1995ء
شدید گرمی اور تیز گرم لو کا سلسلہ جاری ہے درجہ حرارت کم از کم 37 درجے سنٹی گریڈ زیادہ سے زیادہ 46 درجے سنٹی گریڈ

○ وزیر مملکت برائے خزانہ مخدوم شہاب الدین نے قومی اسمبلی میں نئے سال کے لئے چار کھرب ۳۱- ارب ۲۲ کروڑ روپے کا خسارہ کا بجٹ پیش کر دیا- خسارہ پورا کرنے کے لئے بینکوں سے ۲۹- ارب ۹۰ کروڑ روپے کا قرضہ اور خسارہ کی سرمایہ کاری سے ۱۲- ارب ۸۴ کروڑ روپے ملیں گے-

○ موجودہ بجٹ میں پٹرولیم کی قیمتوں میں ۵ فیصد اضافہ کر دیا گیا ہے- سرکاری ملازمین کے لئے ۷ فیصد ٹیکس فری گزارہ الاؤنس دیا جائے گا- انکم ٹیکس کی بنیادی چھوٹ کی حد بڑھا کر تنخواہ داروں کے لئے ۵۰ ہزار اور غیر تنخواہ داروں کے لئے ۴۰ ہزار اور ملازمت پیشہ خواتین کے لئے ۵۵ ہزار کر دی گئی- کمپنیوں کے بونس اور شیئرز پر ۱۵ فیصد ٹیکس کا نفاذ کر دیا گیا ہے- پنشن کی شرح میں ۵ سے ۱۵ فیصد اضافہ کیا گیا ہے انکم ٹیکس کی خود تشخیصی سکیم کمپنیوں کے سوا تمام ٹیکس گزاروں پر تین سال تک لاگو ہوگی ٹھیکوں اور پراجیکٹس کی ادائیگیوں پر ٹیکس کی شرح میں اضافہ کر دیا گیا ہے- زرعی دولت ٹیکس کی شرح دو سو سے بڑھا کر ۲۵۰ روپے فی یونٹ کر دی گئی ہے- غیر ملکی مصنوعی یارن' دھاگے' پی ٹی اے' پولیسٹر چپس' پولیسٹر سٹیپل فائبر اور انجینئرنگ مشینری پر ڈیوٹی کم کر دی گئی ہے-

○ موجودہ بجٹ میں قرضوں کی واپسی پر ایک کھرب ۵۷- ارب ۳۱ کروڑ روپے خرچ ہوں گے- پرائیویٹائزیشن سے اس سال ۱۲- ارب روپے کی آمد متوقع ہے-

○ موجودہ بجٹ میں جن چیزوں کو سستا کیا گیا ہے ان میں کمرشل اور دو اور تین پہیوں والی گاڑیوں اور مسافر بردار کاروں پر کسٹم ڈیوٹی کی شرح میں کمی کر دی گئی ہے- مانع حمل اشیاء پر ڈیوٹی ختم کر دی گئی ہے- بیگیج کے قواعد پر نظر ثانی کی گئی ہے' کچھ مصنوعات پر سیلز ٹیکس میں کمی اور ایکسائز ڈیوٹی میں اضافہ کر دیا گیا ہے کم قیمت کے سگریٹوں صابن اور سامان زیبائش پر ڈیوٹی کی شرح میں کمی کر دی گئی ہے-

○ بجٹ کا ۷۴ فیصد حصہ قرضوں اور سود کی ادائیگی پر خرچ ہو گا- بیرونی قرضوں کی واپسی پر ۳۸- ارب ۱۰ کروڑ روپے اور سود پر ۲۴- ارب ۹۹ کروڑ روپے جبکہ ملکی قرضوں اور سود پر امسال ۹۶- ارب ۲۱ کروڑ روپے خرچ ہوں گے-

○ موجودہ بجٹ میں توانائی ہاؤسنگ سائنس و ٹیکنالوجی اور صحت کے لئے رقوم میں اضافہ کر دیا گیا ہے- واپڈا اور دیہات کو بجلی کی فراہمی کے لئے رواں سال کی نسبت ۵۵ کروڑ ۴۷ لاکھ روپے زیادہ ملیں گے- محنت اور افرادی قوت کے شعبے کے لئے بھی رقوم بڑھا دی گئی ہیں-

○ وزیر اعظم محترمہ بے نظیر بھٹو وزیر خزانہ کی بجٹ تقریر کے دوران مسلسل تسبیح پڑھتی رہیں اور وزیر مملکت برائے خزانہ مخدوم شہاب الدین کی حوصلہ افزائی کے لئے وقفے وقفے سے ڈیسک بجاتی رہیں-

○ اگرچہ موجودہ بجٹ سے پٹرول مہنگا ہو گیا ہے لیکن سرکاری ملازمین کے لئے رعائتیں دینے اور ملک بھر کی تاجر برادری کے لئے خود تشخیصی نظام کے تحت انکم ٹیکس سکیم شروع کر دی گئی ہے- چینی پر ایکسائز ڈیوٹی کم ہو گئی ہے- ڈاکٹروں انجینئروں اور سروس لینے والے دیگر افراد پر بھی ٹیکس لگا دیا گیا ہے-

○ گریڈ ۱۷ سے اوپر کے ملازمین کو تنخواہوں کی مد میں گزشتہ سال سے رکا ہوا ۱۵ فیصد اضافہ ملے گا جبکہ دیگر سرکاری ملازمین کی تنخواہوں میں ۷ فیصد اضافہ ہو گا-

○ موجودہ بجٹ کے تحت پاکستان دوست ممالک کو بھی ۳- ارب ۳۴ کروڑ روپے قرضہ دے گا- سرکاری ملازمین کو ۹۱ کروڑ روپے جبکہ طلبہ کا قرضہ حسنہ ۵۰ لاکھ ہو گا-

○ بجٹ میں ۴۲- ارب ۴۷ کروڑ روپے کا خسارہ ظاہر کیا گیا ہے-

○ حکومت نے واپڈا' ٹیلی فون کارپوریشن' اور تیل و گیس کی ترقیاتی کارپوریشن کو نرخوں میں اضافہ کی اجازت دے دی ہے- اس کا مقصد یہ ہے کہ یہ ادارے اپنے وسائل خود پیدا کریں- ان پر بجٹ کے دائرہ کار کا بھی اطلاق نہیں ہو گا- ٹیلی فون کارپوریشن کے لئے سرکاری شعبہ کے ترقیاتی پروگرام میں کوئی رقم نہیں رکھی گئی-

○ زرعی قرضوں پر ایک ارب روپے کی اعانت برقرار رہے گی جبکہ سبسڈی میں ۱۹- کروڑ روپے کی کمی کر دی گئی ہے-

○ حکومتی اخراجات کے لئے بجٹ میں ۵۲- ارب روپے سے زائد رکھے گئے ہیں-

○ قومی اسمبلی کی اپوزیشن نے بجٹ کا بائیکاٹ کر دیا- بجٹ پیش ہونے کے وقت اپوزیشن نے ایوان میں شور شرابا مچا دیا اور کہا کہ وہ بجٹ پیش نہیں ہونے دیں گے کیونکہ ایوان میں اسیر ارکان کو نہیں لایا گیا اس لئے ایوان مکمل نہیں ہے- نامکمل ایوان میں بجٹ نہیں پیش کیا کیا جا سکتا- اپوزیشن نے کہا کہ عوام کی کمر توڑ دینے والے بجٹ میں ہم پارٹی نہیں بنیں گے-

○ قائد حزب اختلاف مسٹر نواز شریف نے کہا کہ ہم نے ۱۳- کروڑ عوام کے لئے بجٹ کا بائیکاٹ کیا ہے-

○ پیپلز پارٹی کے رکن اور کانسٹیبل سمیت کراچی میں مزید ۸- افراد کو قتل کر دیا گیا- دہشت گردوں کی فائرنگ سے کئی افراد زخمی ہو گئے- رینجرز اور پولیس نے سرعام فائرنگ کرنے والوں کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کی-

○ اسلام آباد پر ہزاروں کلرکوں نے یلغار کر دی- سارے شہر میں پرتشدد ہنگامے ہوئے-

مرض اٹھرا کا شافی علاج
حبوب مفید اٹھرا
۲۰ گرام ۲۵ روپے- ۴۰ گرام ۵۰ روپے- ۳۰۰ گرام ۲۵۰ روپے
اکسیر اولاد نرینہ
۱۵۰ روپے
سٹاکسٹ حضرات کے لئے معقول کمیشن!
ناصر دواخانہ- گول بازار، ربوہ
فون نمبر- 04524-21243 فیکس: 534

ہر قسم کے جدید اور روایتی زیورات کا مرکز
انور گولڈسمتھ
اکرام مارکیٹ اقصیٰ روڈ
نزد الائیڈ بنک ربوہ
پروپرائیٹر: انوار احمد ولد ڈاکٹر عبدالغفور صاحب

مرض اٹھراء کے مشہور معالج حکیم نظام جان کے فرزند کے
دواخانہ محافظ صحت اوکاڑہ
کو خدمت کا موقع دیں- خالص اجزاء سے تیار شدہ ادویہ آپ کو اسی دواخانہ سے دستیاب ہوں گی- اٹھراء کی گولیاں، زوجام عشق' ایچ کے این اولاد نرینہ وغیرہ- حکیم عطاء الرحمن علوی
دواخانہ محافظ صحت کوٹھ نہال سنگھ سٹریٹ ۲ اوکاڑہ

گھر بیٹھے دنیا کی نشریات سے لطف اندوز ہوں
ہر قسم کے ڈش انٹینا خریدنے کے لئے
قیمت ۹۰۰۰/- ڈش 8 فٹ بمعہ مکمل فٹنگ
نیو محمود ٹیلیویژن
۲۱- ہال روڈ لاہور
فون: 7125089 - 7226508
7355422 - 7235175

بچوں کی ادویات
		قیمت
چھوٹا قد کورس	DWARFISHNESS COURSE	120/-
بول بستری کورس	BED URINE COURSE	40/-
مٹی چھوڑ کورس	MITTI CHOUR COURSE	30/-
بے بی گروتھ کورس	BABY GROWTH COURSE	45/-
سوکھا پن کورس	MARASMUS COURSE	75/-
بے بی ٹانک	BABY TONIC	15/-
آہستہ دانت نکالنا کیور	SLOW DENTITION CURE	20/-
بے ترتیب دانت کیور	IRREGULER TEETH CURE	20/-

ڈاکٹرز اور سٹاکسٹوں کیلئے معقول کمیشن
چار صد روپے یا زائد کے آرڈر پر ڈاک خرچ بذمہ کمپنی
کیور ہٹو میڈیسن (ڈاکٹر راجہ ہومیو) کیمیکل کمپنی رجسٹرڈ
گولبازار- ربوہ پاکستان
فون آفس: 771 کلینک: 606
سیلز: 211283 فیکس: 212299

قدیمی • اولین • شہرہ آفاق
مطب حمید
۱۹۱۱ء سے معروف خدمت ادارہ
مشہور دواخانہ رجسٹرڈ
جی ٹی روڈ نزد پنڈی بائی پاس گوجرانوالہ
فون: 254634

مفید اور مؤثر دوائیں
• نور کاجل : آنکھوں میں خوبصورتی اور چمک پیدا کر کے حسن میں اضافہ کرتا ہے- 8/-
• نور ابٹن : چہرے کے کیل' چھائیوں' داغوں، جھاسوں کو دور کرتا ہے 15/-
• نور آملہ : سکری خشکی دور کر کے بالوں میں نرمی اور چمک پیدا کرتا ہے- 15/-
• نور منجن : دانتوں اور منہ کی یومیہ صفائی کے لئے بہترین منجن 8/-
• شفاء پائیوریا : مسوڑھوں کے خون اور پیپ کو دور کرتا ہے- ہلتے دانتوں کو مستحکم کرتا ہے 15/-
• تابانی : ہربل باڈی لوشن' چہرہ اور ہاتھوں کی خوبصورتی اور دلکشی کیلئے 15/-
• خورشید ہیئر آئل : مفید ترین جڑی بوٹیوں سے تیار کردہ تیل جو بالوں کو گھنے اور دراز کرتا ہے گرنے سے روکتا اور سکری دور کرتا ہے- 60/-
خورشید یونانی دواخانہ رجسٹرڈ ربوہ